میں اوکی ناوا (جاپان) میں ہوگی، تک انتظار نہیں کر سکتے۔ ہزارے کا خاتمہ یا نئے ہزار سال کا آغاز ایک غیر معمولی موقع ہے، اور غیر معمولی فیصلوں کا تقاضا کرتا ہے۔''

''کمیشن برائے امن و انصاف'' کی مہم اس لحاظ سے بڑی کامیاب ہے کہ ''اس نے بین الاقوامی مالیات کا مسئلہ گلیوں تک پہنچا دیا ہے۔''

''کمیشن برائے امن و انصاف'' کی سربراہ آنسہ نورس نواب نے بتایا کہ ''یہ بات اہم ہے کہ مسلمانوں کے اکثر گروہوں کی تائید ہمیں حاصل ہے، جب کہ ہم نے چرچ کی جانب سے بھرپور مدد فراہم کی ہے۔'' اسی طرح مسلمان صحافی ضیغم خان نے آنسہ نورِس نواب کی تائید کی کہ ''ایک اقلیتی گروہ نے قومی مسئلہ اٹھایا اور مسلمانوں نے اس کا ساتھ دیا۔''

حکومتی اعداد و شمار کے مطابق پاکستان تقریباً ۳۶ ارب امریکی ڈالر کا مقروض ہے، اگرچہ بعض آزاد ذرائع کے مطابق یہ رقم اس سے کہیں زیادہ ہے۔ ایک ماہر اقتصادیات جناب شاہد کاردار کے مطابق پاکستان کا قرضہ اس کی کل سالانہ پیداوار کا ۹۰ فی صد ہے۔ سود اور قرضوں کی ادائیگی پر اٹھنے والی رقم کل حکومتی اخراجات کا ۴۷ فی صد ہے، مگر قرضوں کے اس بھاری بوجھ سے عوام کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ آج بھی قومی آمدنی کا صرف دو فی صد تعلیم اور ایک فی صد صحت کی سہولتوں کی فراہمی پر خرچ ہو رہا ہے۔

۱۹۹۷ء کی عالمی ترقیاتی رپورٹ کے مطابق پاکستان کی ۱۲ فی صد آبادی از حد غریب ہے۔ اور ''انسانی ترقیاتی انڈکس'' میں پاکستان دُنیا کی اقوام میں ۱۳۹ ویں نمبر پر ہے۔

اکیسویں صدی اور بین المذاہب مکالمہ:

[۲۸ اگست ۱۹۹۹ء کو اواری- ہوٹل لاہور میں ''قومی مسلم- مسیحی رابطہ کمیشن'' کے سیکرٹری فادر جیمز چنن (او-پی) کی دعوت پر ''اکیسویں صدی اور بین المذاہب مکالمہ'' کے موضوع پر ایک

روزہ کانفرنس منعقد ہوئی۔ ماہنامہ ''مکاشفہ'' (فیصل آباد) کے شکریے کے ساتھ اس کی رپورٹ کے چند اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں۔ رپورٹ کے اس بیان میں تو خاصا مبالغہ ہے کہ پاکستان میں مذہبی اقلیتوں کا تناسبِ آبادی ۱۵ فی صد ہے، واللہ اعلم کس بنیاد پر یہ دعویٰ کیا گیا ہے۔ مدیر]

ریورنڈ فادر جیمز چنن (او۔ پی) نے تمام مہمانوں اور حاضرین کو خوش آمدید کہا اور بین المذاہب کانفرنس کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی۔ کانفرنس کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن پاک اور بائبل مقدس سے ہوا۔ اس کے بعد گوروگرنتھ صاحب کا پاٹھ بھی کیا گیا۔ کانفرنس کے صدر تقدس مآب بشپ الیگزینڈر جان ملک نے کہا کہ ملک میں اس وقت چودہ کروڑ کی آبادی ہے۔ جس میں حکومت کے اعداد و شمار کے مطابق ۱۵ فی صد اقلیتیں ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ اقلیتیں صرف مذہبی اقلیتیں ہیں اور وہ مکمل پاکستانی شہری ہیں جو اسی مٹی سے بنے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ملک میں پائیدار امن کے لیے ضروری ہے کہ نہ صرف مکالمہ سے، بلکہ عملی اقدام سے بھی ہم ایک دوسرے کے خیرخواہ بنیں، کیونکہ محبت اور اخوت کے جذبات کو پروان چڑھانے سے ہی معاشرتی دوریاں ختم ہو سکتی ہیں۔

مہمانِ خصوصی جناب ڈاکٹر نسیم حسن شاہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا: ''پاکستان سب پاکستانیوں کا ہے۔ اس میں رنگ، مذہب یا نسل کی کوئی تفریق نہیں ہونی چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ مرحوم چیف جسٹس سپریم کورٹ آف پاکستان جناب اے۔ آر۔ کارنیلیس تمام پاکستانیوں کے لیے محترم تھے اور آج بھی ان کا نام احترام سے لیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر نسیم حسن شاہ نے کانفرنس اور خصوصاً فادر جیمز چنن کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ یہ ایک خوش آئند قدم ہے کہ مسیحی۔ مسلم متحدہ کانفرنس کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اس سے فرقہ واریت اور مذہبی منافرت پھیلانے والوں کی شدید حوصلہ شکنی ہوگی۔

انہوں نے اکیسویں صدی اور بین المذاہب مکالمہ کی اس کانفرنس میں خطاب کرتے ہوئے مزید کہا کہ اس بین المذاہب کانفرنس کے بہت مثبت نتائج ملیں گے۔

میجر (ر) آفتاب لودھی نے کہا کہ افسوس کی بات ہے کہ کچھ ملک دشمن عناصر قوم میں نفرت اور عناد کے بیج بوتے ہیں، مگر مسیحی اور مسلم مل کر ملک میں انسانیت پر ہونے والے ظلم کا مقابلہ کریں گے تو سب کدورتیں دھل جائیں گی اور ایک خوبصورت معاشرہ جنم لے گا۔

فادر جیمز چنن نے کانفرنس کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ''ہمارا مقصد یہی ہے کہ تمام پاکستان کے لوگ باہم مل کر بیٹھیں اور محبت اور رواداری کو پروان چڑھائیں۔ انہوں نے بیسویں صدی میں مذہب کے نام پر ہونے والے قتل و غارت پر بڑے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں سچے مذہب پرست بن کر مذاہب کی اعلیٰ اقدار پر عمل کرنا چاہیے تا کہ اکیسویں صدی میں محبت، وقار اور اعلیٰ اقدار کا نمونہ دیں۔''

سردار گیان سنگھ وزیر حکومت سندھ نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ آج پوری دنیا میں اس کی ضرورت ہے۔ صدیوں سے مذہب کے نام پر خون ریزی ہو رہی ہے۔ آج ہمیں سوچنا چاہیے کہ پائیدار امن کیسے قائم ہوسکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم سب پاکستانی ہیں۔ اگر مذہبی لحاظ سے یہاں مختلف اقلیتوں کے لوگ ہیں تو یہ بھی پاکستان کے استحکام کی دلیل ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہاں اقلیت کا لفظ جن معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے، ہم اس سے نفرت کرتے ہیں۔ ہم پاکستانی شہری ہیں، اقلیت نہیں ہیں۔ صرف مذہبی طور پر اقلیت ہیں۔ جناب سردار گیان سنگھ نے کہا کہ مذہب انسان کا ذاتی مسئلہ ہے۔ ہم اسے اپنی ذات تک محدود رکھیں اور اس کی تمام خوبیاں اپنے اندر پیدا کریں۔ آج لمحہ فکریہ ہے کہ ہم بذریعہ ڈائیلاگ تمام مسائل حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

بین المذاہب مکالمہ کانفرنس میں کالاش کی بقاء کے لیے کام کرنے والی تنظیم کی صدر محترمہ لکشن بی بی جو چترال کے قبیلہ کالاش سے تعلق رکھتی ہیں اور پاکستان کی پہلی کمرشل پائلٹ خاتون

ہیں، بحیثیت مہمان خصوصی شریک تھیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں ایک دوسرے کے مذاہب کے لیے عزت داحترام کے جذبات قابل قدر ہیں۔ مجھے خوشی ہے کہ ہمارے وطن کے لوگ جب محبت، امن اور بھائی چارے کی فضا پروان چڑھانے کی کوششیں کریں گے تو ہمارے کالاشی مذہب کو بھی تحفظ ملے گا اور پاکستان میں صرف کالاش قبائل کو دیکھنے کے لیے آنے والوں کی وجہ سے زرمبادلہ بھی بڑھے گا اور ملک میں زیادہ خوشحالی ہوگی۔

جناب حنیف رامے سابق وزیراعلیٰ پنجاب/سپیکر پنجاب اسمبلی نے کہا کہ خدا محبت ہے، آیے! ہم اس محبت کو پروان چڑھائیں اور ایک دوسرے کو محبت اور برادرانہ اخوت کے جذبات سے دیکھیں اور برتاؤ کریں۔ انہوں نے کہا کہ ملک میں ناخواندگی کی وجہ سے اور نااہل مذہبی راہنماؤں کی وجہ سے مسلمانوں اور مسیحیوں میں ساری ابتری ہے اور برداشت کا مادہ نہیں رہا۔ ہمیں بین المذاہب مکالمہ کو سنجیدگی سے قبول کرنا ہوگا۔

مولانا پیر ابراہیم نے بڑی جوشیلی تقریر کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان بھر کے پرخلوص مولانا حضرات مسیحیت کو مانتے ہیں اور مسیحیوں کو اپنا بھائی جانتے ہیں۔ بے شک چھوٹی جگہوں پر مذہبی تعصب پھیلا ہے اور اگر ہمارے مولانا حضرات اس کو مسترد کردیں اور اپنے بھائیوں کو درس دیں کہ یہ ناواجب ہے، ہمارے مذہب اسلام کے بھی خلاف ہے اور ملکی مفاد کے بھی خلاف ہے۔ ہم سب سے یہ کہیں گے کہ بھائی اپنا اپنا سودا بیچو، جس قدر چاہو اس کی تعریف کرو مگر کسی دوسرے کے سودے کو برا نہ کہو، نہ مذہبی بنیاد پر کسی کو کم تر جانو۔

راولپنڈی کرسچن سٹڈی سنٹر کے ڈائریکٹر جناب محبوب صدا اور فادر خالد رشید عاصی نے بھی بین المذاہب مکالمہ سے خطاب کرتے ہوئے پائیدار امن کے لیے محبت، اخوت اور بھائی چارے کی فضا کو قائم کرنے پر زور دیا کہ بیسویں صدی میں جو کچھ بھی ہوا، اس کا ازالہ کرنے کے لیے ہمیں اکیسویں صدی میں تعصب، منافرت اور غیر مساوی سلوک کا خاتمہ کرنا ہوگا اور دیگر باتوں